مراکش کی تعلیمی کانفرنس کی رُوداد

(جناب خلیل حامدی صاحب)

مراکش کے تاریخی شہر فاس میں (جسے انگریزی میں FEZ اور اُردو اخبارات فیض لکھتے ہیں) ایک اہم تعلیمی کانفرنس ۱۳ ستمبر تا ۱۹ ستمبر ۱۹۶۹ء منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں ۱۶ مُسلم اور غیر مُسلم ملکوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ اس کا انتظام مراکش کی وزارتِ ثقافت و تعلیم اور فاس کی قَرَوِیّین یونیورسٹی[1] نے مل کر کیا تھا۔ کانفرنس کی صدارت مراکش کے وزیر ثقافت و تعلیم اور قَرَوِیّین یونیورسٹی کے سابق چانسلر استاذ محمد الفاسی نے کی۔ کانفرنس نے اپنی سات روز کی کارروائی میں اسلامی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا جن میں سرفہرست مسئلہ ایک ایسے نصاب

---

[1] قَرَوِیّین یونیورسٹی ۲۴۵ھ میں قائم ہوئی۔ یہ یونیورسٹی مصر کی ازہر یونیورسٹی سے ایک سو سال پرانی ہے۔ اس کی تاسیس کا سہرا ایک خاتون فاطمہ بنت محمد الفِہری کے سر ہے۔ قَیرْوان سے جو مسلمان خاندان ہجرت کر کے فاس میں آباد ہو گئے تھے یہ خاتون بھی ان میں شامل تھیں۔ چنانچہ قیروانی مہاجروں کی نسبت سے اس یونیورسٹی کو بھی قَرَوِیّین یونیورسٹی کہا گیا۔ ابنِ بطوطہ، ابن رُشد، ابن خَلدون اور الشریف ادریس نے اسی یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہے۔ یہ یونیورسٹی پہلے ایک جامع مسجد میں قائم تھی جو فاس شہر کی قدیم آبادی کے عین درمیان میں واقع ہے۔ مگر اب اس یونیورسٹی کے تین کالج تین مختلف شہروں میں قائم ہیں۔ شریعت کالج فاس میں ہے اور فاس کی جدید آبادی کے یونیورسٹی کیمپس (الحی الجامعی) میں واقع ہے۔ آرٹس کالج رباط میں ہے اور الٰہیات کالج تطوان میں۔ اس یونیورسٹی کے تحت اِس وقت ۳۱ ثانوی اسکول چل رہے ہیں جن میں ہزارہا طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔ صرف فاس کے ثانوی اسکول میں ۲ ہزار طالب علم ہیں۔ ان میں ۳۹۰ طالب علم مختلف افریقی ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں اور وظیفے پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں، مثلاً سینی گال، ٹوگو لینڈ

تعلیم کی ترتیب کا تھا جو اُونچی جماعتوں کے لیے موزوں و مناسب ہو۔ کانفرنس کی طرف سے تین کمیٹیاں بنا دی گئی تھیں جنہیں مختلف امُور کے متعلق غور و فکر کرنے اور اپنی رپورٹ پیش کرنے کا موقع دیا گیا۔ ان میں سے ایک نصاب کمیٹی تھی، دوسری ثقافت کمیٹی اور تیسری انتظامی امُور کی کمیٹی۔ ان تینوں کمیٹیوں نے کانفرنس کے اجلاس عام میں اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں جنہیں جزوی ترمیم کے ساتھ کانفرنس نے منظور کر لیا۔

اِس کانفرنس کو اسلامی یونیورسٹیوں کی تاسیسی کانفرنس کا نام دیا گیا ہے اور کانفرنس کی طرف سے ایک مستقل تنظیم قائم کر دی گئی ہے جس کا نام ہے جمعیۃ الجامعات الاسلامیہ: (اسلامی یونیورسٹیوں کی ایسوسی ایشن)۔ اس ایسوسی ایشن کا ہر سال ایک اجلاس خاص میں ہُوا کرے گا اور ہر تیسرے سال عام کانفرنس منعقد ہُوا کرے گی جو ایسوسی ایشن کا از سرِ نو انتخاب کیا کرے گی۔ موجودہ ایسوسی ایشن بارہ ارکان پر مشتمل ہے جو ذیل کے ملکوں سے لیے گئے ہیں: پاکستان، بھارت، ملائشیا، ترکی، فلپائن، مصر، اُردن، تونس، شام، نائیجیریا، کینیا، مراکش۔ ایسوسی ایشن کا سالِ رواں کا بجٹ ایک لاکھ ۳۰ ہزار ڈالر طے کیا گیا ہے۔ بجٹ کا ایک حصّہ ایسوسی ایشن کے ارکان ادا کریں گے۔

نصاب کے علاوہ کانفرنس نے ایک اعلیٰ پیمانے کے ریسرچ سنٹر کا قیام اور ایک علمی مجلّہ کے اجراء کا فیصلہ کیا ہے۔ اِسی طرح کانفرنس کی طرف سے مستحق مسلمان طلبہ کو وظائف دینے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ سالِ رواں کے لیے بارہ وظائف کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ وظائف لینے والے طلبہ قَرَوِیّین یونیورسٹی میں تعلیم پائیں گے۔

یہ بات بڑی مسرّت افزا ہے کہ اس وقت عالمِ اسلام کے ہر گوشے میں اسلامی نظامِ تعلیم کے قیام کی آواز اُٹھ رہی ہے۔ اور ہر ملک میں ایسے عناصر موجود ہیں جو اس مقصد کو بروئے کار لانے کے لیے کوشاں ہیں۔ مراکش کی تعلیمی کانفرنس کی تہ میں بھی ایسے ہی عناصر کا ہاتھ ہے۔ اور اُمید ہے کہ یہ کانفرنس اور اس کی قائم کردہ

اور نیجر کے طلبہ تعلیمی کانفرنس کا ایک مقصد قَرَوِیّین یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ ترقی دینا ہے۔ چنانچہ یہ یونیورسٹی کانفرنس کے فیصلوں پر سب سے پہلے عملدآمد کرے گی۔

ایسوسی ایشن آگے چل کر اسلامی تعلیم کے میدان میں مفید اور قابلِ قدر خدمات سرانجام دے گی۔

اس کانفرنس میں مندوبین کی طرف سے تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں متعدد اسکیمیں اور تجویزیں پیش کی گئیں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مدظلہ العالی نے بھی اپنی اُس اسکیم کو پیش کیا جو مولانا محترم مدینہ یونیورسٹی کی تاسیس کے موقع پر پیش کر چکے ہیں اور جو دنیا کے اہلِ علم و رائے حضرات کی طرف سے نہایت پُرجوش دادِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ علاوہ ازیں مولانا محترم نے تعلیمی نصاب وضع کرنے والے حضرات کے سامنے غور و خوض کے لیے مختصراً چار بنیادی نکات پیش کیے جو حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ ہمیں صرف مختلف علوم و فنون کے ماہرین ہی درکار نہیں ہیں بلکہ ایسے ماہر درکار ہیں جو اپنی فکر اور اخلاق کے لحاظ سے مومن اور مُسلم ہوں اور ہماری زندگی کے سارے شعبوں کو اسلام کے مطابق چلا سکیں۔ اسلامی تعلیم کا یہ تصور صحیح نہیں ہے کہ اس کو محض تفسیر و حدیث اور فقہ کی اختصاصی تعلیم تک محدود رکھا جاسکے۔ دراصل ہمیں اُن تمام علوم کو جنہیں دنیوی علوم کہا جاتا ہے، مسلمان بنانا چاہیے اور ان سب کے اندر اسلامی روح اور فکر داخل کرنی چاہیے۔ ہمیں محض ڈاکٹر، طبیب، انجینئر، سائنس دان، اور علوم عمرانیہ کے ماہرین درکار نہیں ہیں بلکہ ایسے ماہرینِ علوم درکار ہیں جو اپنی سوچ اور اپنی ذہنیت کے لحاظ سے اور اپنی عملی زندگی کے لحاظ سے مسلمان بھی ہوں۔ اس غرض کے لیے تمام علوم کی تعلیم میں اسلام کو ایسے طریقے پر داخل کرنے کی ضرورت ہے جس سے اسلامی فکر ان کے ذہن پر غالب ہو سکے اور وہ علوم عصریہ کو پڑھتے ہوئے مغرب کی الحادی فکر سے مرعوب نہ ہوں۔

۲۔ دوسرا اہم مسئلہ اخلاقی تربیت کا ہے جو اگر تعلیم کے ساتھ ساتھ نہ ہو تو محض فکری مسلمان عملی مسلمان نہیں بن سکیں گے اور عمل و فکر کا تضاد اپنے برے اثرات دکھاتا رہے گا۔

۳۔ تیسرا اہم کام مستشرقین کے فتنے کا مقابلہ کرنا ہے جن میں یہود اور نصاریٰ کے وہ تینوں عناصر شامل ہیں جو یا تو سیاسی اغراض رکھتے ہیں یا مشنری اغراض یا پھر مسلمانوں میں الحاد پھیلانا چاہتے ہیں۔ یہ سب مل کر تحقیق کے نام سے اسلامی تاریخ اور علومِ دینیہ اور اسلامی نظریات کی شکل بگاڑنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اسلامی دنیا کے بکثرت تعلیمی اداروں میں ان کی نام نہاد تحقیقات پڑھائی جارہی ہیں اور ان میں جو خطرناک فتنے

چھپے ہوتے ہیں ان سے ہماری نئی نسلیں متاثر ہوتی جا رہی ہیں۔ ان سے خبردار کرنے والا لٹریچر مسلمانوں کی طرف سے بہت کم تیار کیا گیا ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ متعلّمین ہی نہیں بلکہ معلّمین تک ان سے دھوکا کھا رہے ہیں۔

۴۔ چوتھی اہم چیز جس کی طرف توجہ کرنے کی خاص ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ تمام مسلمان ملکوں کے ہزاروں نوجوان اس وقت امریکہ اور یورپ اور روس کی جامعات میں جا رہے ہیں اور ان کی دینی اور اخلاقی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ یہی لوگ واپس آ کر مسلمان ملکوں میں اہم مناصب پر فائز ہوتے ہیں اور ان کی کثیر تعداد کے اخلاق و افکار دونوں اسلام کی راہ سے منحرف ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس کے لیے بہرحال ایسی تدابیر سوچنی چاہییں کہ ان ممالک میں جانے والے مسلمان نوجوانوں کے دین و اخلاق کی حفاظت کی جا سکے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ان کا جانا تو بہرحال ناگزیر ہے۔ لیکن ہمارے لیے اس نقصان کو برداشت کرنا مشکل ہے کہ ہمارے سب سے زیادہ کارآمد نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد اپنی فکر و اخلاق کے لحاظ سے ہم سے بیگانہ ہو جاتے اور دوسروں کے رنگ میں رنگ جائے۔"

کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں مولانا مودودی مدظلہ العالی نے کانفرنس کے فیصلوں اور قراردادوں کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے پہلے حکومت مراکش کو مبارکباد دی کہ اُس نے تعلیمی کانفرنس کا اہتمام کر کے ملّتِ اسلامی کے بہی خواہ افراد کی قدیم خواہش کی تکمیل کی ہے۔ اور اس کے بعد اس امید کا اظہار کیا کہ انشاء اللہ یہ کانفرنس اور اس کی مستقل ایسوسی ایشن اسلامی نظامِ تعلیم کو برپا کرنے کے راستہ کا پہلا مفید قدم ثابت ہو گی۔ مولانا محترم نے واضح کیا کہ جب تک ہم صحیح اسلامی نظامِ تعلیم قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو جاتے اُس وقت تک موجودہ نسل کو الحاد اور خدا بیزار نظریات کے چنگل سے آزاد کرانا اور اُسے اسلامی معاشرے کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی اہل بنانا ناممکن ہے۔ مولانا محترم نے توجہ دلائی کہ کانفرنس کے فیصلوں کو جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے۔ اس لیے کہ اصل چیز اسکیموں کی تیاری نہیں ہے بلکہ ان کی تنفیذ ہے"

آئندہ صفحات میں ہم مراکش کی تعلیمی کانفرنس کی کارروائی کے ضروری حصے پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے ترجمان القرآن کے قارئین کے لیے یہ دلچسپی کا موجب ہوں گے۔

کانفرنس کے مندوبین

کانفرنس میں شرکت کرنے والے افراد اور اداروں کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ مراکش:

محمد الفاسی، وزیر ثقافت و تعلیم مراکش

عبدالسلام الفاسی، چانسلر قرویین یونیورسٹی، فاس

الجواد الصقلی، وائس چانسلر قرویین یونیورسٹی، فاس

حسن سائح، نمائندہ وزیر ریاست عبدالہادی بوطالب، رباط

سعید العلوی، صدر مجلس علمی تارودانت

مصطفیٰ العلوی، ڈائرکٹر انسٹی ٹیوٹ آف ہائر اسلامک سٹڈیز، رباط

عابد الفاسی، پروفیسر شریعت کالج و دار الحدیث الحسنیہ، فاس

علال الفاسی، صدر استقلال پارٹی و پروفیسر لا کالج محمد الخامس یونیورسٹی، رباط

استاذ عبداللہ کنون، صدر رابطۃ العلماء مراکش، طنجہ

ابراہیم الکتانی، صدر شعبہ مخطوطات عربیہ، پبلک لائبریری، رباط

احمد بن شقرون، وائس پرنسپل شریعت کالج قرویین یونیورسٹی، فاس

اساتذہ قرویین یونیورسٹی۔

۲۔ الجزائر:

عبدالمجید الشریف، ڈائرکٹر شعبۂ تربیت دینی، وزارت اوقاف، الجزائر

۳۔ تونس:

فاضل بن عاشور، پرنسپل شریعت کالج، زیتونہ یونیورسٹی، تونس

۴۔ مصر: شیخ بدر المتولی عبدالباسط، پرنسپل شریعت کالج، ازہر یونیورسٹی، قاہرہ

ڈاکٹر محمد نائل ، پرنسپل آرٹس کالج ، ازہر یونیورسٹی ، قاہرہ

ڈاکٹر زکی محمود شبانہ ، پرنسپل اگریکلچرل کالج ، عین شمس یونیورسٹی ، اسکندریہ

ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمان (بنت الشاطئ) صدر شعبہ عربی و اسلامیات ، عین شمس یونیورسٹی

۵۔ شام :

عبدالرحمن صابونی ، پروفیسر شریعت کالج ، دمشق

۶۔ اُردن :

ڈاکٹر عبدالعزیز خیاط ، ڈائرکٹر ادارۂ تربیت اسلامیہ ، عمّان

۷۔ عراق :

جمیل سعید سالم ، صدر شعبہ عربی بغداد یونیورسٹی

عمر فلاح ریش ، پروفیسر امام اعظم کالج ، بغداد

تقی الدین الحکیم ، پرنسپل الٰہیات کالج ، نجف اشرف

سیّد ہادی فیاض ، صدر انجمن نشریات اسلام ،

۸۔ ایران :

ڈاکٹر محمد المحمدی ، پرنسپل الٰہیات و تعلیمات اسلامیہ کالج ، طہران

۹۔ سینی گال :

الحاج ابراہیم نیاس ، شیخ الاسلام سینی گال

۱۰۔ مالی :

سید بابا محمود حاسی ، ناظم اسلامی درسگاہ ، ٹمبکٹو

۱۱۔ نائیجیریا :

ڈاکٹر حمید وکالی ۔ پرنسپل عبداللہ باثرو اسلامیہ کالج ، احمدو بیلو یونیورسٹی ، زاریا

۱۲۔ کینیا : محمد ابراہیم ڈائرکٹر انسٹی ٹیوٹ آف ہائر اسلامک سٹڈیز ، ممباکوس

۱۳- بھارت :

ڈاکٹر عبدالعلیم، وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی

۱۴- پاکستان :

مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودی، امیر جماعت اسلامی پاکستان

۱۵- ملائیشیا :

عبدالجلیل حسن، پرنسپل اسلامیہ کالج، کوالالمپور

۱۶- فلپائن :

احمد الونتو، صدر فلپائن مسلم ایسوسی ایشن و پرنسپل کامل الاسلام کالج، منیلا

کانفرنس میں لیبیا اور سوڈان بھی مدعو تھے۔ چنانچہ لیبیا کی سنوسی یونیورسٹی اور سوڈان کی اسلامی یونیورسٹی اُمّ درمان نے باقاعدہ دعوت قبول کر لی تھی اور نمائندوں کے نام بھی بھیج دیئے تھے۔ مگر یہ دونوں یونیورسٹیاں کانفرنس میں شرکت سے محروم رہیں۔ کیونکہ سوڈان کی نئی اشتراکی حکومت نے اُمّ دُرمان کی اسلامی یونیورسٹی کو بند کر دیا ہے[1]۔ اور اسی طرح لیبیا کی انقلابی حکومت نے سنوسی یونیورسٹی کے چانسلر، وائس چانسلر اور دیگر متعدد اساتذہ کو جیلوں میں نظر بند کر دیا ہے۔ سعودی عرب کی مدینہ یونیورسٹی کی عدم شمولیت کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

اسلامی یونیورسٹیوں کی ایسوسی ایشن کا دستور

کانفرنس نے "اسلامی یونیورسٹیوں کی ایسوسی ایشن" کے لیے ایک دستور بھی وضع کر دیا ہے۔ یہ دستور ۳ ابواب اور ۸ فصول پر مشتمل ہے۔ دستور کے دیباچے میں کہا گیا ہے :

یہ کانفرنس جو اعلیٰ تعلیم اور اسلامی تعلیم کے اداروں کے نمائندوں پر مشتمل ہے اس امر کا پورا احساس

---

[1] سوڈان کی انقلابی حکومت کے اس اقدام کے خلاف ملک کے اندر شدید اضطراب پیدا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے انقلابی حکومت اپنے اِس فیصلہ پر نظر ثانی کر رہی ہے۔

رکھتی ہے کہ اعلیٰ تعلیم اور اسلامی تعلیم کے اداروں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ موجودہ فکری اور ثقافتی حملوں سے امتِ مسلمہ کو محفوظ رکھیں، اس کے تشخص کو قائم رکھیں، عہد حاضر کو اسلامی دعوت کی انسان دوستی سے روشناس کرائیں، اور امت کو جس فکری اتحاد کی اس وقت ضرورت درپیش ہے اُسے صحیح اسلامی تعلیم کی بنیادوں پر روبکار لائیں۔ کانفرنس کو یہ بھی احساس ہے کہ اسلامی تعلیم کی راہ میں طرح طرح کی مشکلات اور رکاوٹیں حائل ہیں، اور ساتھ ہی اسے یہ یقین بھی ہے کہ ان مشکلات میں سے اکثر و بیشتر پر قابو پایا جا سکتا ہے بشرطیکہ اسلامی اداروں کے مابین تعاون اور مشاورت کا مضبوط نظام قائم کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ کانفرنس مندرجہ بالا احساسات کی روشنی میں ایک مستقل تنظیم بروئے کار لانے کا فیصلہ کرتی ہے جو مطلوبہ اغراض و مقاصد کو پورا کرے اور عالمی یونیورسٹیوں کے معیار کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ اس تنظیم کا نام ہم نے "جمعیۃ الجامعات الاسلامیہ" رکھا ہے یعنی اسلامی یونیورسٹیوں کی ایسوسی ایشن۔

مقاصد ۱۔ اعلیٰ تعلیم کے اداروں اور اسلامی درسگاہوں کے مابین اتحاد کو زیادہ سے زیادہ تقویت پہنچانے کے لیے تبادلہ، تعاون اور دیگر سرگرمیوں کو ترقی دینا۔

۲۔ قائم شدہ اداروں کی امداد اور حمایت کرنا اور ان کی ضروریات معلوم کرنا اور ان کے وسائل میں ہم آہنگی پیدا کرنا۔

۳۔ اعلیٰ تعلیم اور علمی تحقیقات سے متعلق معلومات جمع کرنا اور پھر انہیں مختلف اداروں تک منتقل کرنا اور اسلام سے متعلق تمام تحقیقات کا ریکارڈ تیار کرنا۔

۴۔ درسی نصاب کی چھان بین اور موازنہ تاکہ مختلف اداروں کی جاری کردہ ڈگریوں کا باہمی تبادلہ کیا جا سکے۔

۵۔ اسلامی تعلیم کے اداروں اور عالمی یونیورسٹیوں کے مابین تعلقات اُستوار کرنا۔

۶۔ دنیائے اسلام میں قرآن کریم کی زبان (عربی) کے استعمال کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا۔

۷۔ اعلیٰ تعلیم کے اداروں اور اسلامی درسگاہوں کی سطح پر کانفرنسیں اور مجالسِ مذاکرہ منعقد کرنا۔

۸۔ یونیورسٹی کی سطح کی تعلیم اور اسلامی تحقیقات کے لیے نئے ادارے قائم کرنے کے لیے ضروری مدد

اور تعاون۔

دستور میں ایسوسی ایشن کی رکنیت کی شرائط واضح کر دی گئی ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کی رکنیت صرف یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیم کے اداروں تک محدود ہو گی۔ جو ادارہ رکنیت کی درخواست پیش کرے اور دستور پر اپنی تصدیق ثبت کر دے اور دستور کی پابندی کا اقرار کرے، انتظامی کونسل اُس کی درخواست کو قبول کرے گی اور آخری توثیق کے لیے جنرل کانفرنس میں پیش کرے گی۔ حقوق و فرائض میں تمام ارکان کی یکساں حیثیت ہو گی۔ اگر کوئی رُکن ادارہ دستور کی خلاف ورزی کرے یا اپنے ذمّہ کے مادّی اور اخلاقی واجبات میں کوتاہی کرے تو انتظامی کونسل اُسے رکنیت سے محروم کر دے گی مگر آخری فیصلہ کانفرنس کرے گی۔ دستور نے ہر رُکن پر سالانہ مالی بوجھ بھی ڈالا ہے۔

یونیورسٹیوں کی ایسوسی ایشن درجِ ذیل اداروں پر مشتمل ہو گی:

۱۔ جنرل کانفرنس

۲۔ انتظامی کونسل

۳۔ سکرٹریٹ

جنرل کانفرنس:

جنرل کانفرنس ایسوسی ایشن کا اعلیٰ بااختیار ادارہ ہے۔ اس کے اختیارات کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ ایسوسی ایشن کی عمومی پالیسی کا تعیّن۔ انتظامی کونسل اور سکرٹریٹ اِس پالیسی کے پابند ہوں گے۔

۲۔ ایسوسی ایشن کے پروگرام اور بجٹ کی توثیق۔

۳۔ ایسوسی ایشن کے صدر اور انتظامی کونسل کے ارکان کا انتخاب۔

۴۔ ایسوسی ایشن کے جنرل سکرٹری کی نامزدگی۔

۵۔ انتظامی کونسل کو کسی بھی ایسے کام کا ذمّہ دار ٹھیرانا جو ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد کے مطابق ہو۔

جنرل کانفرنس رکن اداروں کے نمائندوں پر مشتمل ہو گی۔ مبصّرین کو کانفرنس میں شرکت کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ ہر رکن ادارے کو ایک ووٹ کا حق ہو گا۔ اور وہی رکن ووٹ دے سکے گا جو کانفرنس

میں موجود ہو گا۔ کانفرنس کم از کم ہر تین سال کے بعد اپنا اجلاس منعقد کرے گی۔ البتہ ایسوسی ایشن کا ہنگامی اجلاس بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسوسی ایشن کے ارکان کی اکثریت یا انتظامی کونسل کے دو تہائی ارکان کی طرف سے اس کا مطالبہ کیا جائے۔ ایسوسی ایشن کے صدر کا انتخاب کانفرنس کے حاضر ارکان کی مطلق اکثریت کی اساس پر ہو گا۔ منتخب صدر کانفرنس کے اگلے اجلاس میں نئے صدر کے انتخاب تک اپنے فرائض سرانجام دے گا۔ ایسوسی ایشن کا صدر ہی انتظامی کونسل کا صدر ہو گا۔ اسی طرح کانفرنس ایسوسی ایشن کا جنرل سکرٹری نامزد کرے گی۔ یہ جنرل سکرٹری ایسوسی ایشن کے علاوہ انتظامی کونسل کا بھی جنرل سکرٹری ہو گا۔ جنرل سکرٹری کو ووٹ دینے کا حق نہیں ہو گا۔ اس کی مدت تین سال کے لیے ہو گی۔

انتظامی کونسل :

انتظامی کونسل صدر اور بارہ ارکان پر مشتمل ہو گی۔ ان ارکان کا انتخاب کانفرنس کرے گی۔ اس بارے میں رکن اداروں کی نمائندگی کا پورا پورا لحاظ کیا جائے گا۔ ایک ملک کے تمام تعلیمی اداروں کے لیے انتظامی کونسل کے اندر صرف ایک نشست ہو گی۔ انتظامی کونسل کانفرنس کے فیصلوں کو نافذ کرنے کی ذمہ دار ہو گی۔ نیز کانفرنس کا ایجنڈا مرتب کرنا، بجٹ بنانا اور دو اجلاسوں کی درمیانی مدت کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا بھی اُس کے ذمہ ہو گا۔ انتظامی کونسل کانفرنس کے سامنے جواب دہ ہو گی، اپنی کارکردگی کی رپورٹ اسے پیش کرے گی، سکرٹریٹ کو چلانے اور اس کی سرگرمیوں کی نگرانی کرنے کی ذمہ دار ہو گی۔ انتظامی کونسل کا سال میں ایک اجلاس ہو گا۔ کونسل کے دو تہائی ارکان کے مطالبے کی بنا پر اس کا ہنگامی اجلاس بھی منعقد کیا جا سکتا ہے۔

سکرٹریٹ :

سکرٹریٹ ایسوسی ایشن کی انتظامی مشینری ہو گی۔ یہ مشینری انتظامی کونسل اور جنرل سکرٹری کی نگرانی میں کام کرے گی۔ سکرٹریٹ کا فرض ہو گا کہ وہ :

اعلیٰ تعلیم اور اسلامی یونیورسٹیوں کے مسائل سے متعلق معلومات اور دستاویزات کا ایک مرکز قائم کرے۔ اور رکن اداروں اور دوسرے اربابِ تحقیق کو ان معلومات اور دستاویزات سے استفادہ کا موقع فراہم کرے۔ عالمِ اسلامی میں اعلیٰ تعلیم کے متعلق ضروری اعداد و شمار جمع کرنا اور انہیں چھان بین کے بعد شائع کرنا۔

طلبہ اور اساتذہ کے باہمی تبادلے کے لیے سہولتیں پیدا کرنا اور اس غرض کے لیے جگہ جگہ دفاتر قائم کرنا۔ اعلیٰ تعلیم کے اساتذہ کی فراہمی اور ان کے لیے موزوں ملازمت کے سلسلے میں مساعی کو منظم کرنا اور ترقی دینا۔ رکن اداروں کے مابین تعاون کو زیادہ سے زیادہ آسان کرنا، تاکہ ان کی افادیت کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جاسکے۔ رکن اداروں کو اگر خصوصی خدمات کی ضرورت ہو تو ان کی سبیل پیدا کرنا۔

دستور میں قانون اساسی کے اندر تغیر و تبدل کے لازمی قواعد بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر ایسوسی ایشن کے دو تہائی ارکان ایسوسی ایشن کو ختم کر دینے کا مطالبہ کریں گے تو اسے ختم کیا جائے گا اور اس کی املاک کسی اور ایسے ادارے کی تحویل میں دے دی جائیں گی جو انہی مقاصد کے لیے کام کر رہا ہو گا۔

کانفرنس نے آئندہ تین سالوں کے لیے مراکش کے وزیر ثقافت و تعلیم استاذ محمد الفاسی کو ایسوسی ایشن کا صدر منتخب کیا ہے۔ موصوف انتظامی کونسل کے بھی صدر رہیں گے۔ انتظامی کونسل کا اجلاس ہر سال ماہ ستمبر میں منعقد ہو گا۔ فاس کی قرویین یونیورسٹی کو ایسوسی ایشن کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔

اسلامی تعلیم کا نصاب

اسلامی تعلیم کا یہ نصاب، اس کمیٹی نے وضع کیا ہے جو اس کام کے لیے کانفرنس نے مقرر کی تھی۔ نصاب کمیٹی کے پہلے اجلاس کے صدر شیخ فاضل بن عاشور (تونس) تھے۔ مگر بعد میں شریعت کالج ازہر یونیورسٹی کے پرنسپل شیخ بدر المتولی عبد الباسط پہنچ گئے تو فاضل بن عاشور اُن کے حق میں صدارت سے دستبردار ہو گئے چنانچہ کمیٹی کے اگلے تمام اجلاس شیخ بدر کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ کمیٹی نے اسلامی یونیورسٹیوں کے موجودہ نصابہائے تعلیم کا جائزہ لیا اور پھر خود ایک نصاب تجویز کیا جو اسلامی یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیم کے اسلامی اداروں میں پڑھایا جانا چاہیے۔ یہ نصاب بیس مضامین پر مشتمل ہے۔ اور اس کی مدت چار سال رکھی گئی ہے۔ چار سال کے بعد طالب علم کو جو ڈگری دی جائے گی وہ بی اے کی ڈگری کے مماثل ہو گی۔

نصاب کی تفصیل یہ ہے:

علومِ اسلامیہ

الف : قرآن (۱) قرآن کریم کی تفسیر۔ (۲) مختلف موضوعات پر قرآن کی تعلیمات۔ (۳) قراءات۔
ہر کالج یا ہر شعبے کے اندر قراءت کے ضروری حصے پڑھائے جائیں۔ اور کوشش کی جائے
کہ قراءت میں تخصص کے لیے الگ ادارے قائم کیے جائیں۔

ب : حدیث (۱) حدیث کی مکمل تدریس درایت و روایت دونوں پہلوؤں سے۔ (۲) مختلف موضوعات
پر الگ الگ حدیث کی تعلیمات و احکام۔ (۳) اصطلاحاتِ حدیث اور علم الرجال۔
(۴) سیرت اور فقہ سیرت۔

ج : عقاید : عقاید کے بارے میں ایک آسان اور عام فہم کتاب۔ جو پیچیدہ بحثوں سے خالی ہو۔

د : فقہ (۱) فقہ (مسائل و احکام کی تدریس بسط و تفصیل کے ساتھ)۔ نیز فقہ کا تقابلی مطالعہ ہر مذہب
کی امہاتِ کتب سے اخذ و استفادہ کے ساتھ۔ (۲) اسلامی نظام (دستوری، سیاسی
اور اقتصادی اور معاشرتی تعلیمات، فقہ اسلامی کی روشنی میں۔ (۳) اصولِ فقہ۔
(۴) اسلامی قانون سازی کی تاریخ (۵) قواعد کلیہ اور مقاصدِ شریعت۔

علومِ اجتماعیہ

(۱) اسلام کا نظامِ تربیت یا اسلام کا فلسفۂ اخلاق (۲) اسلامی تہذیب۔ (۳) اسلامی تاریخ جس میں عہدِ حاضر کی مکمل تاریخ اور مسلمان اقوام کے موجودہ سیاسی اور اجتماعی حالات کا مطالعہ بھی شامل ہے۔ (۴) مسئلہ فلسطین کی تدریس اسلامی تعلیم کی روشنی میں۔

عربی زبان

بقدرِ امکان اساسی تعلیم کے لیے عربی زبان کو ذریعۂ تدریس بنایا جائے۔ یا پھر لازمی طور پر عربی زبان کی تدریس کا انتظام کیا جائے اور اس غرض کے لیے عربی زبان کی قدیم کتابوں کو پڑھایا جائے۔ صاحبِ فضل اساتذہ لیکچروں کا طریقہ بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ مگر قدیم مآخذ سے رجوع لازمی ہے کیونکہ یہی مآخذ طالب علم کے اندر صحیح اور مضبوط ملکہ پیدا کر سکتے ہیں۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے اساتذہ کی فراہمی کا مسئلہ

اس موضوع پر کمیٹی میں طویل بحث و تمحیص کی گئی۔ شیخ فاضل بن عاشور نے بتایا کہ اعلیٰ تعلیم کے ماہرین ختم ہوتے جا رہے ہیں اور ضرورت اس امر کا تقاضا کر رہی ہے کہ ان کے جانشین فراہم کیے جائیں۔ اس غرض کے لیے ذیل کی چیزوں پر اتفاق رائے ہوا:

۱۔ موجودہ اساتذہ اور ماہرین سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے اور انہوں نے اپنے تجربہ و بصیرت سے اسلامی علوم میں جو نظر پیدا کر لی ہے اُس سے پُورا پُورا اکتساب کیا جائے۔ نیز انہیں وہ تمام حقوق دلوائے جائیں جو دوسرے اعلیٰ تعلیم کے ماہرین کو از روئے قانون حاصل ہیں۔

۲۔ تعلیمی میدان میں کام کرنے والے افراد میں سے ممتاز اور نمایاں اساتذہ کو چُن لیا جائے اور اُن کی اقدمیت اور قابلیت کو ہی تخصّص کی ڈگری کا درجہ دیا جائے۔ ایسے اساتذہ کا انتخاب یونیورسٹی کا سینیٹ کرے گا اور اُن کے حقوق کی نگہداشت کرے گا۔

اچھے اور فاضل اساتذہ کی تیاری کے لیے کمیٹی نے ذیل کا طویل المیعاد منصوبہ تجویز کیا ہے:

۱۔ جن اسلامی اداروں اور کالجوں کے اندر تخصّص کی تعلیم کا انتظام نہ ہو وہاں یہ انتظام کیا جائے۔

۲۔ کسی طالب علم کو تخصّص کے درجہ میں داخل کرنے کے لیے خوب چھان بین اور دقّتِ نظر سے کام لیا جائے۔

۳۔ ڈپلوما کی عملی تعلیم دو سال سے کم نہ ہو۔ مقالہ خصوصی کی تیاری اس کے علاوہ ہے۔ طالب علم کا ادارے سے انتساب کافی نہیں ہے۔ بلکہ باقاعدہ وہ ہمہ وقتی داخلہ لے۔

۴۔ ڈپلوما کے امتحانات میں نرمی سے کام نہ لیا جائے اور ایک مضمون کے اندر کمزوری امیدوار کے فیل ہو جانے کے لیے کافی سمجھی جائے۔

مقالہ خصوصی کی تیاری کے لیے ذیل کی شرائط کی پابندی کی جائے:۔

۱۔ مقالہ خصوصی (ڈاکٹریٹ) کی مدّت دو سال سے کم اور پانچ سال سے زیادہ نہ ہو۔

۲۔ امیدوار کم از کم ایک سال لازماً اپنے نگران استاذ کے پاس رہے۔

۳۔ اگر کوئی مقالہ متعدد مباحث پر مشتمل ہو تو ہر بحث کے لیے الگ نگران استاذ تجویز کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ نگران استاذ یہ رپورٹ پیش کرے کہ آیا امیدوار کا مقالہ قابلِ بحث ہے۔

۵۔ مقالہ کے بارے میں فیصلہ صادر کرنے والی کمیٹی نگران استاذ کے علاوہ کم ازکم دو اور اساتذہ پر مشتمل ہو۔

۶۔ اس کمیٹی میں ایک استاذ متعلقہ کالج یا تعلیمی ادارے سے باہر کا ہو۔

تجربات، نصاب، اساتذہ اور طلبہ کا باہم تبادلہ:

کمیٹی نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ تعلیمی اداروں کے ساتھ اساتذہ اور لیکچرز اور طلبہ کا تبادلہ دَوروں کے ذریعہ ہوتا رہنا چاہیے اور زائر اساتذہ اور خصوصی لیکچروں کے نظام کو زیادہ سے زیادہ توسیع دی جائے۔ اسی طرح نصاب اور تعلیمی تجربات کا باہم تبادلہ ہونا چاہیے۔ یہ تبادلہ مجلسِ انتظامی کے توسط سے ہو۔

بنیادی زبانوں کی تعلیم:

ہر تعلیمی ادارے اور کالج کو ایک غیر ملکی زبان کی تعلیم کا اہتمام کرنا چاہیے جس کے مبادیات طالب علم نے کالج کی تعلیم سے پہلے ثانوی درسگاہ کے اندر حاصل کر لیے ہوں۔ غیر ملکی زبان کے ہفتہ وار اوقات کا تعین ہر کالج یا ادارہ اپنے ہاں کے حالات کے تحت کر سکتا ہے۔ لیکن بہر حال کسی زبان کی تدریس کے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لیے جن اقدامات کی ضرورت ہے وہ لازماً اختیار کیے جانے چاہییں۔

نصاب کمیٹی نے ذیل کی سفارشات تجویز کی ہیں:

۱۔ غیر شرعی کالجوں کے اندر شریعتِ اسلامی کی ابتدائی تعلیم دی جائے تاکہ طالب علم کا اپنے دین اور اپنی اسلامی ثقافت سے تعلق نہ ٹوٹنے پائے۔

۲۔ اسلامی کالجوں میں غیر اسلامی مضامین کی تدریس کے لیے جس استاذ کو مقرر کیا جائے اُس کے انتخاب میں اس امر کا شدید لحاظ رکھا جائے کہ وہ اپنے عقیدہ اور عمل میں کسی گمراہی کا شکار نہ ہو۔

۳۔ کالجوں کے اندر اسلامی فضا پیدا کی جائے تاکہ طلبہ اپنے دین کے ساتھ وابستہ رہ سکیں نیز طلبہ کی نگرانی اور رہنمائی کرنے والے حضرات یہ کوشش کریں کہ طلبہ کے فرصت کے اوقات کو ایسے مشاغل سے پُر کریں جو کالج کی اصل غرض و غایت کی تکمیل میں مدد دیں۔

۴۔ دعوت و تبلیغ کے شعبوں کے بارے میں کانفرنس نے یہ سفارش کی ہے کہ ان میں مسلمان اقوام

کی مختلف زبانوں کی تعلیم دی جاتے تاکہ مبلغین اپنے مشن کو بوجہِ اَتم سرانجام دے سکیں۔

۵۔ ڈگریوں اور اَسناد کے تبادلہ اور یکسانیت کے بارے میں کانفرنس کی یہ سفارش ہے کہ جن اسلامی اداروں کا نصاب اور تعلیمی معیار ملتا جُلتا ہو گا اُن کی ڈگریاں اپنی اپنی سطح پر ان اداروں میں قابلِ قبول ہوں گی۔

(باقی)

تصحیح

—— تفہیم القرآن جلد اوّل آفسٹ ایڈیشن میں حسبِ ذیل مقامات پر غلطیاں پائی گئی ہیں، ان کی تصحیح کر لی جاتے:

صفحہ ۱۴۷۔ سطر ۲۔	غلط	يُبَيِّنَ	صحیح	يُبَيِّنُ
صفحہ ۳۶۹۔ سطر ۳	غلط	مِنْهُمْ	صحیح	مِّنْهُمْ
صفحہ ۳۹۴۔ سطر ۱	غلط	ارملکَ	صحیح	آرٰملکَ

—— تفہیم القرآن جلد چہارم، صفحہ ۲۵، سطر ۷، میں حسبِ ذیل اصلاح کر لی جاتے:

غلط	صحیح
موج پہاڑوں کی طرح	موج سائبانوں کی طرح